رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فہرست مضامین

جلد ۶ | مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ | نمبر ۳۷

سلطنت برطانیہ کی فتح پر خوشی
قادیان میں

۱۲۔ تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانیکی اطلاع قادیان میں پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرائت کر گئی۔ اور جس نے اس خبر کو سنا۔ نہایت شاداں و فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں۔ انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کیطرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔ اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے۔ اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا۔ کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں پیشتر ازیں چند ہی روز ہوئے۔ کہ ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔

فتح کی خوشی میں مولوی عبد المغنی صاحب نے بحیثیت سکرٹری "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر الحکم ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارکباد کا تار بھیجا۔

غرضیکہ ہر طرف اس دن خوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔ چونکہ اس عظیم الشان فتح نے گورنمنٹ برطانیہ کی طاقت اور سطوت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور یہ جرمنی جیسی امن شکن اور خوفناک سلطنت کے کچلے جانے کا پورا پورا ثبوت ہے۔ اسلئے گورنمنٹ کی طرف سے اس کی خوشی منانے کے لیے ایک خاص دن مقرر ہونے والا ہے۔ اس دن انشاء اللہ یہاں بھی ایک باقاعدہ جلسہ کر کے خوشی کا اظہار کیا جائیگا۔

الفضل کے اسی پرچہ میں ہم نے اس فتح کی خوشی کے طور پر تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے نہایت

خلوص کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کو مبارکباد پیش کی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دعائیہ الفاظ کو پیش کرکے آمین کہتے ہیں۔ کہ۔

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

نیز یہ بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ اس فتح کو گورنمنٹ برطانیہ اور ہماری جماعت کے لیے ہر رنگ میں مفید اور فائدہ رسان بنائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق اطلاع

۱۲ ر تاریخ حرارت حسب معمول رہی۔ رات کو نیند بآرام آئی۔

۱۳ ر تاریخ اگرچہ حرارت خفیف رہی مگر دل کے گھٹنے کا دورہ ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر تک رہا۔

۱۴ ر تاریخ لاہور سے ایک انگریز ڈاکٹر اوون صاحب پینشنر سول سرجن لائے گئے جو گیارہ بجے سے ایک بجے تک نہایت غور اور توجہ سے تشخیص عارضہ میں مشغول رہے۔ اور اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ انتڑیوں میں کچھ خراش ہے۔ اور لمبی بیماری کی وجہ سے اعضاء میں کمزوری واقع ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج تجویز کر کے اسی دن واپس تشریف لے گئے۔

جناب ہوم سکریٹری صاحب ریاست پٹیالہ کا شکریہ

جیسا کہ احباب کو اطلاع دیجا چکی ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی اس بیماری میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو خدمت گذاری کا موقعہ میسر آیا ہے یہ بات خوشی سے سنی جائیگی کہ ڈاکٹر صاحب کو جناب ہوم سکریٹری صاحب ریاست پٹیالہ نے محض حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت کے لئے تین ماہ کی رخصت عطا فرمائی ہے جسکے لئے ہم صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سردار بہادر سردار دیوان سنگھ صاحب سول سرجن گورداسپور

جناب سردار بہادر صاحب موصوف چند ماہ سے گورداسپور بعہدہ سول سرجن تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ نہایت اعلیٰ درجہ کے خلیق ملنسار اور شریف الطبع انسان ہیں۔ اس عرصہ میں جب کبھی آپ سے کسی قسم کی طبی امداد کی ضرورت پڑی ہے آپ نے نہایت توجہ اور پوری کوشش سے بہم پہنچائی ہے۔ ۱۴ ر تاریخ میں اس وقت جبکہ انگریز ڈاکٹر اوون صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تشخیص کر رہے تھے۔ آپ انفلوئنزا کے متعلق دورہ کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے نہایت تپاک اور محبت سے ملاقات کرتے ہوئے حضور کی بیماری کے متعلق وہی رائے ظاہر فرمائی۔ جو انگریز ڈاکٹر صاحب کی قرار پائی تھی۔ اس کے بعد آپ نے مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کا معائنہ فرمایا۔ یہاں کی حالت ملاحظہ کی اور بیماری کی موجودہ حالت کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ اور بیماری کے متعلق ہر قسم کی امداد دینے کا وعدہ فرمایا۔

اس موقعہ پر اس بات کا ذکر کرنا موزون معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور نے جو چار سو روپیہ کی رقم بیماروں کے علاج معالجہ کے لیئے صدر انجمن قادیان کو مرحمت فرمائی ہے۔ اس کے متعلق سردار صاحب موصوف نے خاص طور پر تحریک کی تھی۔ آپ آجکل اپنے علاقہ میں انفلوئنزا کے دور کرنے کیلئے نہایت سعی اور کوشش سے کام لے رہے ہیں اور ہر جگہ ڈاکٹری امداد عمدہ اور قابل تعریف انتظام کے ساتھ پہنچا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے سب کے دلوں سے آپ کیلئے دعائیں نکل رہی ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ علاقہ بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ جس کے حفظان صحت ایسے ضروری صیغہ کے انچارج جناب سردار بہادر سردار دیوان سنگھ صاحب ہیں۔ جو کیا بلحاظ شرافت اور کیا بلحاظ قابلیت نہایت ہی قابل تعریف ہیں۔ ہمارے لیئے نہ صرف ہمارے لیئے بلکہ اس سارے علاقہ کے لیئے بڑی خوشی کا موجب ہوگا اگر سردار صاحب سے تادیر فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جائیگا۔ اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سردار صاحب موصوف کو بیش از بیش ترقی اور درجہ نصیب کرے۔ اور خلق خدا کو اپنے نہایت فیض رساں فن سے فائدہ پہنچا کر دعائیں لینے کا بہت زیادہ موقع نصیب کرے۔ نیز روحانی طور پر اپنے افضال کا وارث بنائے۔

ضروری تصحیح

مولوی محمد احسن اور سامری کے عنوان سے جو مضمون گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں چھپا ہے۔ وہ چونکہ ایک نو آموز کاتب نے لکھا تھا اسلئے اسمیں مندرجہ ذیل غلطیاں تصحیف کتابت سے سرزد ہوئیں۔ ناظرین ابھی درست کرلیں:۔

سطر نمبر صفحہ کالم	غلط	صحیح
۴ صفحہ ۱	مولوی محمد احسن صاحب کا	زائد
۲۷ ״ ۳	مولوی محمد احسن کی ہر تقریر	اسمیں لفظ ہر زائد
۱۵ صفحہ ۶	کیسی	کس
۱۷ نمبر کالم ۳	سچے	بچے
۱ کالم ۱ صفحہ ۷	راستی	راستی پر
۲۹ ״ ۱ ״ ۷	امام	اماما
۲۰ ״ ۱ ״ ۸	توبعض کے مصدق	توبعض مصدق
۲۲ ״ ۲ ״ ۸	جھوٹا کیا	جھوٹا کہا
۲۹ ״ ۱ ״ ۹	ان جدائی	انکی جدائی
۲ ״ ״ ۲ ״ ״	اور سرائے	کی سرائے
۴۴ ״ ״ ۲ ״ ״	موسیٰ طرح	موسیٰ کی طرح
۱۰ ״ ״ ۳ ״ ״	مجسم	مجسمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ - نومبر ۱۹۱۸ء

مسئلہ ولادت مسیح ناصری
اور
مولوی محمد علی کا حملہ حضرت مسیح موعودؑ پر

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد تحریروں اور ارشادات میں ایسا صاف اور کھلا فیصلہ فرما دیا ہوا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو آپ کو صادق اور راستباز انسان سمجھتا ہے۔ اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لیکن مولوی محمد علیصاحب نے مصنوعی امارت کے نشہ میں چور ہو کر جہاں اسوقت تک اور کئی رنگوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ وہاں حضرت مسیح ناصری کی ولادت کے متعلق بھی آپ کے فیصلہ اور عقیدہ کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن میں صاف الفاظ میں لکھدیا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کا باپ تھا۔ اور پھر پیام صلح میں ان کی ایک چھٹی شائع ہو چکی ہے۔ جس میں انہوں نے نہ صرف کھلے طور پر حضرت مسیحؑ کے باپ کا اقرار کیا ہے۔ بلکہ ان کے بن باپ پیدا ہونے کا عقیدہ رکھنے کو اسلام پر "ایک خطرناک حملہ" قرار دیا ہے۔ اور اسے "باطل" ٹھیرایا ہے۔ چنانچہ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ کہ :-

"حضرت مسیح کو بن باپ نہ مانا جائیگا۔ تو کونسا اندھیرا آجائیگا۔ اسلام پر اس پہلو سے ایک خطرناک حملہ ہو رہا ہے۔ اور یہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی تعلیم کسی باطل کی حمائت کا کام نہیں دے سکتی۔"

اگر یہ الفاظ کسی ایسے شخص کے قلم سے نکلے ہوتے جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا اقرار نہ کرتا ہوتا۔ تو کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہ تھی۔ لیکن مولوی محمد علیصاحب کی طرف سے جو اپنے آپکو حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی فرزندیت کا واحد عویدار سمجھتے ہیں۔ انکا شائع ہونا۔ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ حضرت مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونے کا ہی ہے۔ چنانچہ آپ مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :-

"ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحیےٰ قد ولدا علےٰ طریق خرق العادۃ ولا استبعاد فی ھٰذہ الولادۃ۔"

یعنی ہمارے عقائد میں سے یہ بات ہے۔ کہ عیسیٰ اور یحییٰ خرق عادت کے طور پر پیدا کیئے گئے۔ اور یہ ولادت بعید از عقل نہیں۔

پھر فرماتے ہیں :-

"واراد ان یسلب من جرثومتھم نعمۃ النبوۃ ××× فاول ما فعل لھٰذہ الارادۃ ھو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ۔"

یعنی خدا نے چاہا کہ یہود سے نبوت کی نعمت چھین لے۔ اس نے قدرت مجردہ کے ساتھ عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا الفاظ کھلے طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ آپ کا نہایت پختہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔

اب جبکہ مولوی محمد علیصاحب کے نزدیک حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کا عقیدہ رکھنے سے "اسلام پر خطرناک حملہ ہو رہا ہے۔" تو صاف ظاہر ہے حضرت مسیح موعودؑ کا یہی عقیدہ رکھنا انکے خیال میں "اسلام پر خطرناک حملہ" کرنا ہوا۔ اور جس شخص کے خیال میں حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی عقیدہ "اسلام پر خطرناک حملہ" ہے۔ اس کا آپکے ساتھ جس قسم کا تعلق اور واسطہ رہ جاتا ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو مولوی محمد علیصاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عقیدہ کی نسبت یہ ہوا افشانی کرتے ہیں۔ کہ اس سے اسلام پر خطرناک حملہ ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف آپکے روحانی فرزند ہونیکے مدعی ہیں۔ اور مدعی بھی ایسے کہ حقیقی مدعیوں کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں۔ کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ روحانی فرزندیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور روحانی باپ کی یہی خدمت گذاری ہے۔ کہ ایک ایسے امر کو جسے وہ نہایت کھلے اور صاف الفاظ میں اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیتا ہے۔ اسکے خلاف نہ صرف آواز اٹھائی جائے۔ بلکہ اسے اسلام پر سخت خطرناک حملہ قرار دیا جائے۔ اگر روحانی فرزندیت اسی کا نام ہے۔ تو مولوی محمد علیصاحب کو مبارک ہو۔

کیسے رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ کہا تو ہم مبایعین کے متعلق جاتا ہے۔ کہ تمہارے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں بٹہ لگانے والے اور آپکی ہتک کرنیوالے ہیں۔ لیکن دراصل یہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی مثال ہے۔ کیونکہ عام غیر مبایعین کی تحریروں اور تقریروں میں جسقدر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کیجاتی ہے۔ اور آپکی ہتک کو روا رکھا جاتا ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے انہیں کے "امیر" کہلانیوالے کی یہ حالت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کو اسلام پر خطرناک حملہ قرار دے۔ کر آپکے وجود باجود کو اسلام کے لئے سخت مضر اور نقصان رسان بتا رہا ہے۔ جس شخص کی اپنی یہ حالت ہو۔ اسے دوسروں کو حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کرنیوالے کہنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ کہ جو الزام میں دوسروں پر لگا رہا ہوں۔ وہ میرے پر ہی تو صادق نہیں آتا۔

پیام صلح میں جب مولوی محمد علیصاحب کی مذکورہ بالا چٹھی شائع ہوئی۔ تو ہم نے انہیں حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کی طرف توجہ دلائی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کو اپنے عقائد میں سے ایک عقیدہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس سے انہوں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور اپنی مشہور ضدی طبیعت کی وجہ سے اپنے نہایت نامناسب الفاظ پر ذرا بھی پشیمانی کا اظہار نہ کیا۔ جس سے ہم نے سمجھ لیا۔ کہ انکی نگاہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔ اور آپ کے خلاف بدتہذیبی کے ساتھ آواز اُٹھا کر اس پر شرمندگی کا اظہار کرنا بھی انہیں گوارا نہیں ہے۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک چٹھی شائع کی۔ اور اس میں بڑے زور سے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا "روحانی فرزند" قرار دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپکی جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک اور کسرشان کرنے والی ٹھیرایا۔ اسپر ہم نے اس خیال سے کہ شائد اب جبکہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی فرزند ہونے کا تازہ تازہ دعویٰ کیا ہے۔ اور آپ کی شان کے متعلق توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اپنی اس تحریر سے رجوع کریں۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کے بالکل خلاف حضرت مسیحؑ کو باباپ مانا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر پیش کی۔ جسمیں آپ نے حضرت مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونیکا نہایت کھلے الفاظ میں فیصلہ کر دیا ہوا ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی محمد علی صاحب نے اسپر بھی کچھ توجہ نہ کی۔ البتہ پیام صلح نے انکی وکالت کرتے ہوئے اس تقریر کے نہایت صاف اور واضح الفاظ کی ایسی تاویلیں اور توجیہیں کی ہیں۔ کہ جو نہایت ہی مضحکہ خیز اور حماقت آمیز ہیں۔ اگلے نمبر میں ہم انشاءاللہ اسکے متعلق وضاحت کے ساتھ بیان کرینگے۔ اور بتائینگے کہ یا تو ان لوگوں کی عقلیں اسقدر مسخ ہو گئی ہیں۔ کہ صاف اور واضح باتوں کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ یا دھوکہ دہی میں اتنے بڑھ گئے ہیں۔ کہ صاف سی صاف بات کو بھی غلط اور نادرست رنگ میں پیش کرنے سے نہیں ہچکچاتے ؛

ویدوں کا ماہر پنڈت ہمیں ابتک نہیں ملا

کچھ عرصہ ہوا۔ سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے آریہ اخبار "پرکاش" میں ویدوں کے ماہر پنڈت کی ضرورت کے متعلق اشتہار دیا گیا تھا۔ جس پر اخبار مسافر آگرہ ذیل در معقولات دیتے ہوئے بول اُٹھا۔ کہ احمدی پنڈت کو ملازم رکھکر اس سے ویدوں کا غلط سلط ترجمہ کرا کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہم نے مسافر آگرہ کو یہ لکھنے پر مجبور سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے ۲۲۔ مارچ کے پرچہ میں صاف طور پر اس بات کو تسلیم کر چکا تھا۔ "آریہ سماج میں سمپورن ویدوں کا ایک بھی گیاتا (ماہر) موجود نہیں" مسافر آگرہ کے اس کھلے اقرار کی موجودگی میں ہم نے اس کی معرفت کسی ویدوں کے ماہر پنڈت کے ملنے سے ناامید ہو کر دیگر آریہ صاحبان سے دریافت کیا تھا۔ کہ آریوں میں کوئی ویدوں کا ماہر ہے یا نہیں اگر متفق نہیں تو وہ ہمارے لئے کوئی ویدوں کا ماہر پنڈت مہیا کر دیں اور مناسب تو یہی ہے کہ اسکی تنخواہ اپنے ذمہ لیں۔ لیکن اگر ویدوں کی تعلیم پر نقد معاوضہ ہی لینا ہو تو اس کے دینے کے لیئے بھی ہم حاضر ہیں مگر اتنا ہی جتنا ہم دے سکتے ہیں۔ اسلئے ہم جو کچھ پیش کریں اسے بخندہ پیشانی قبول کر لیا جائے۔ اور معاوضہ کی کمی بیشی کو ہمیں ویدوں کی تعلیم سے محروم رکھنے کی وجہ قرار نہ دیا جائے۔

یہ درخواست ہم نے مسافر آگرہ مشن کو خاص طور پر مستثنیٰ کر کے دیگر آریہ صاحبان سے کی تھی۔ کیونکہ مسافر مشن کے پاس جب کوئی "ویدوں کا گیاتا" ہی نہیں تو وہ ہمیں کیا دے سکتا تھا لیکن تعجب ہے۔ کہ ہماری اس درخواست کو منظور کرتے کا صرف مسافر آگرہ نے ہی مندرجہ ذیل الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ :۔

"ہم نے اس (الفضل) کی درخواست منظور کر لی ہے اور اسے ایسا پنڈت دینے کے لئے تیار ہیں کہ جو نہ صرف وید شاستروں کا ہی ترجمہ کر کے اسے دیگا۔ بلکہ جو قرآن و احادیث کا صحیح ترجمہ کر کے مرزائیوں کو تو ہمات باطلہ سے نجات دلانیکی کوشش کریگا۔ اب الفضل کو چاہیئے۔ کہ وہ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہم سے کرے"

اگرچہ الفضل میں پہلے ہی مضمون میں تنخواہ کے بارے میں لکھا جا چکا تھا۔ کہ چونکہ وید پرچار آریوں کا دھرم ہے اسلیئے وہ بغیر معاوضہ ہمارے لئے ویدوں کے گیاتا کا انتظام کر دیں۔ یا بصورت دیگر جو کچھ ہم پیش کریں اسے شکریہ سے قبول کر لیں۔ اور پھر درخواست کی منظوری کا اعلان پڑھکر لکھدیا تھا۔ کہ :۔

"مسافر آگرہ اپنے تجویز کردہ پنڈت صاحب کو بھیجدے۔ ہم اس کام کے لئے جس قدر خرچ میں گنجائش سمجھیں گے۔ کرینگے۔ اور جس قدر تنخواہ دے سکیں گے۔ دینگے۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ

"مذہب کا معاملہ ہے۔ اس میں اول تو مسافر آگرہ کو تنخواہ کا سوال ہی نہیں اُٹھانا چاہیئے تھا۔ لیکن اب جبکہ اُٹھا چکا ہے۔ تو اسے کمی بیشی کے جھگڑے میں ناقابل حل نہیں بنا دینا چاہیئے۔ بلکہ فی الفور تجویز شدہ پنڈت صاحب کو یہاں بھیجدینا چاہیئے ہم سے جہاں تک ہو سکیگا۔ انکے آرام و آسائش کا خیال رکھیں گے۔ اور ان سے ویدک تعلیم حاصل کرینگے۔ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ مسافر آگرہ جلد سے جلد پنڈت مذکور کو بھیجدیگا۔ اور ویدک تعلیم کے پرچار کے معاوضہ کا مقرر کرنا ہم پر چھوڑ دیگا۔ ہم جسقدر گنجائش سمجھیں گے۔ دینگے۔ اگر اس نے ایسا کیا۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ صحیح معنوں میں اس نے ہماری درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ ورنہ بقول اسکے یہی کہا جائیگا۔ کہ آریہ سماج میں ویدوں کا

ماہر ایک شخص بھی نہیں ہے "

. ہماری اس تحریر پر جو ماہ اگست میں شائع ہوئی۔ مسافر آگرہ قریباً اڑھائی تین ماہ کے بعد اپنے مال کے پرچہ میں عجیب طرح سٹ پٹاتا ہوا لکھتا ہے کہ۔

"کیا جناب دو مولوی فاضل ہمیں فوراً آگرہ بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔ جو رموز قرآن واحادیث طلبا مسافر ودیالہ کو اگر مفت سمجھانے کے لئے طیار ہوں۔ اگر آپ اس شرط پر تیار ہونگے تو ہم ویدوں کا ماہر بلا تنخواہ بھی بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔"

ان الفاظ سے اس بوکھلاہٹ کا نہایت عمدگی سے پتہ لگ سکتا ہے۔ جو لکھنے والوں کو لاحق حال ہوئی۔ کہاں تو یہ دعوے کہ ہم "ایسا پنڈت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ جو نہ صرف وید شاستروں کا ہی ترجمہ کر کے اسے دیگا۔ بلکہ قرآن واحادیث کا بھی صحیح ترجمہ کر کے مرزائیوں کو توہمات باطلہ سے نجات دلانے کی کوشش کرے گا" اور کہاں یہ مطالبہ کہ "دو مولوی فاضل ہمیں فوراً آگرہ بھیجے جو رموز قرآن واحادیث طلبا مسافر ودیالہ کو اگر مفت سمجھانے کے لئے تیار ہوں"

اب مسافر آگرہ کو یا تو یہ اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ پہلے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ جھوٹ لکھا تھا یا یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ کسی ویدوں کے جاننے والے پنڈت کے مہیا کرنے سے جان چھڑانے کے لئے یہ بہانہ گھڑا گیا ہے۔ تعجب ہے کہ باوجود قرآن واحادیث کے صحیح معانی جاننے اور "مرزائیوں" کو "توہمات باطلہ" سے نجات دلانے کا ادعا کرنے کے "مرزائیوں" سے ایک نہیں بلکہ دو مولوی فاضلوں کی درخواست کی جاتی ہے۔ اگر مسافر مشن کو واقعہ میں دو مولوی فاضلوں کی ضرورت ہے۔ تو اس کی طرف سے کھلے الفاظ میں ہمارے پاس اس بات کا اقرار آنا چاہیئے کہ وہ قرآن اور احادیث سے بالکل ناواقف ہے۔ اور علم عربی سے اُسے کچھ مس نہیں۔ اسپر ہم انتظام کر دینگے۔ بالمقابل اسکے جبکہ ہم علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ویدوں کے اندر جو کچھ ہے۔ اس سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ ہم کیا کوئی بھی آگاہ نہیں ہے۔ اور سنسکرت زبان سیکھنے کی ہمیں ضرورت ہے۔ تو پھر کیوں ہمیں باوجود ویدوں کے جاننے کا ادعا کرنے کے کوئی ویدوں کا ماہر پنڈت نہیں دیا جاتا۔ اور طرح طرح کے بہانے بنائے جاتے ہیں۔

اخیر میں ہم تنخواہ کے عذر کو بھی توڑنے کے لئے مسافر آگرہ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بتلائے کہ کم از کم کس تنخواہ پر ہمارے ہاں کوئی پنڈت بھیج سکتا ہے۔ تنخواہ کے بتلانے پر بھی معلوم ہو جائیگا کہ وہ کہاں تک ہمیں پنڈت دینے کے لئے تیار ہے۔

کیا آریہ سماج میں کوئی ویدوں کا ماہر ہے؟

تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو "مسافر آگرہ" ہمیں ویدوں کا ماہر پنڈت دینے سے بھی جی چرا رہا ہے۔ اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے ہماری درخواست کو جسے منظور کرنے کا وہ اعلان کر چکا ہے۔ کھٹائی میں ڈال رہا ہے۔ اور دوسری طرف اپنے اس صریح اقرار کی کہ آریہ سماج میں ایک بھی ویدوں کے جاننے والا نہیں ہے۔ عجیب عجیب توجیہیں کر رہا ہے۔ اور اُلٹا ہم پر الزام لگاتا ہے۔ کہ ہم نے اس کے الفاظ کا صحیح مطلب نہیں سمجھا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ

"آپکے طعن تشنیع کو ہم سماجک پُرشوں کو ویدوں کے مطالعہ کی ترغیب دلاتے ہوئے یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ آریہ سماج میں ویدوں کا کوئی ماہر نہیں ہے۔ یہ جناب کی سمجھ کا قصور یا فتور ہے۔ اس مضمون کو مکرر پڑھیئے۔ اس کا صرف یہ مفہوم ہے۔ کہ آریہ سماج میں بڑے بڑے وِدوان موجود ہیں۔ جو ویدوں کا ترجمہ اچھی طرح کر سکتے ہیں لیکن کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا"

ہم نے "مسافر آگرہ" کے ارشاد پر اس کے مضمون کو مکرر بلکہ سہ کرر پڑھا ہے۔ لیکن افسوس کہ مضمون کے اصل الفاظ ہمیں وہ مفہوم نکالنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ جو اس نے اب تحریر کئے ہیں۔ چنانچہ وہ اصل الفاظ یہ ہیں۔ کہ

" بھلا جب آریہ سماج میں سمپورن (تمام) ویدوں کا ایک بھی گیاتا (ماہر) موجود نہیں ہے۔ تو اس کا بھاشیہ (ترجمہ) کیسے ہو۔ اور اس کی اشاعت کیسے"

مسافر آگرہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۸ء

یہ الفاظ اپنا مطلب بالکل صاف اور واضح طور پر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور اس مفہوم کا ان الفاظ سے کچھ بھی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ جو مسافر آگرہ نے اب بیان کیا ہے۔ اگر اسے اس میں شک ہو۔ تو کسی آریہ مہاشے سے ہی پوچھ کر دیکھ لے۔ باوجود اس بات کے اگر ہمارے پاس ویدوں کا ماہر پنڈت بھیجنے پر سیدھے طور سے آمادگی ظاہر کیجاتی۔ یا اب کی جائے۔ تو ہم بڑی خوشی سے یہ تسلیم کر لینگے۔ کہ "آریہ سماج میں بڑے بڑے وِدوان موجود ہیں۔ جو ویدوں کا ترجمہ اچھی طرح کر سکتے ہیں" لیکن اب جبکہ کبھی تنخواہ کا جھگڑا درمیان میں لا کر اور کبھی ایک پنڈت کے بدلے دو مولوی فاضلوں کا مطالبہ کر کے پہلو تہی کی جارہی ہے۔ تو ہم کس طرح مان لیں۔ کہ آریہ سماج میں کوئی ویدوں کا ماہر موجود ہے۔ اور مسافر آگرہ نے جو کچھ لکھا تھا۔ اس کا مفہوم کچھ اور ہے۔ مسافر آگرہ اگر اس نئے مفہوم کو ہم سے منوانا چاہتا تو اسے چاہیئے کہ آریہ سماج میں جو بڑے بڑے ایسے وِدوان موجود ہیں۔ جو ویدوں کا ترجمہ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ انہیں کسی ایک کو ہی ہمارے پاس بھیج دے۔ حسب گنجائش اس کے اخراجات کے متکفل ہونگے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ مسافر آگرہ کسی پنڈت صاحب کے بھیجنے کا انتظام کر کے ہمیں شکریہ کا موقع دیگا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ہم اسکے پہلے اقرار کا مفہوم باوجود الفاظ کے بالکل خلاف ہونے کے وہی سمجھ لینگے۔ جو اب بیان کیا جارہا ہے۔

مسئلہ نبوۃ پر گفتگو علمائے بمبئی سے

نبیوں کی مقدس روحوں کو بےچین کر دینے والا یہ جملہ کہ "نبوت مذہب ہے نبوت قہر ہے" بمبئی کی مشہور انجمن ضیاء الاسلام کے ایک مولوی صاحب کی زبان سے نکلا - بار بار نکلا - اور باصرار نکلا - جبکہ وہ آیت خاتم النبیین کی بحث میں کثیر مخلوق کے سامنے ہمارے دلائل اور ہماری مضبوط گرفت سے سخت لاچار - اور اپنی بے مائیگی سے نہایت شرمسار لیکن غیظ و غضب میں شعلہ بار ہو گئے تھے -

اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ چند ہفتہ سے مسلمانان بمبئی خصوصاً انجمن ضیاء الاسلام کے علماء کے ساتھ اس امر پر بحث ہو رہی تھی - کہ آیت خاتم النبیین کے حقیقی معنی اور مفہوم کیا ہیں - اور بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آپ کے واسطہ اور فیض سے آپکی اتباع میں دین کے احیا اور شریعت کی تجدید کیلئے نبی آسکتا ہے یا نہیں -

ابتداً یہ بحث انجمن ضیاء الاسلام کے ہال میں [illegible] سکرٹری انجمن احمدیہ اور منشی نور محمد [illegible] تھی اور جلسہ کے صدر مولوی صاحب بھی بحث میں مباحث ہو جاتے تھے اور چند [illegible] اس نکال لیا کرتے تھے پھر خود ہی فیصلہ بنا کر خود ہی جیت کی ڈگری بھی لے لیا کرتے تھے - دو ہفتہ تک متواتر یہی ہوتا گیا اور صدر مولوی صاحب کو [illegible] کی طرف توجہ دلائی - انھوں نے پرواہ نہ کی [illegible] اسی مفہوم پر میں نے کچھ کہنا چاہا تو مجھے بھی اجازت نہ دی حالانکہ پبلک مشتاق اور خواہشمند تھی لیکن مولوی صاحب کو [illegible] ڈر تھا کہ اگر یہ شخص بولنے لگا تو ساری حقیقت کھل جائیگی پھر بات بنائے نہ بنے گی - جب ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب کی یہ تنگ دلی دیکھی گئی تو ہماری طرف سے اسی جلسہ میں صدر مولوی صاحب کو اور دیگر مولوی صاحبان کو چیلنج دیا گیا - اور تمام سامعین کو مدعو کیا گیا کہ پیر کے روز احمدیہ ایسوسی ایشن ہال میں خاتم النبیین کے مضمون پر ہماری مفصل تقریر ہوگی صدر مولوی صاحب کو اور دیگر تمام مولویوں کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ آٹھ بجے شب کو تشریف لائیں ہماری تردید کریں اور ہمارے خلاف اپنے مدعا کو ثابت کریں - جتنا وقت چاہیں لیں - چونکہ بھرے مجمع میں اس چیلنج کا اعلان ہو گیا تھا ضیاء الاسلام کے مولوی کو اور انکے ساتھ والوں کو قبول کرنا ہی پڑا -

چنانچہ پیر کے روز احمدیہ ایسوسی ایشن ہال میں مجمع ہوا - فریقین کی منظوری سے شاہ محمد خان صاحب سب انجنیر اگت پوری صدر جلسہ ہوئے - پہلے میں نے آیت خاتم النبیین کے حقیقی معنی و مفہوم کو پوری تشریح و توضیح سے بیان کیا پھر لا نبی بعدی کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھایا اسکی تائید میں احادیث صحیحہ اقوال ائمہ اور محاورات عربیہ کو پیش کیا پھر کہا کہ آنجناب سرور کائنات کی ذات پاک کیلئے خاتم النبیین کی یہی معنی و مفہوم شایاں ہیں - اور جو معنی و مفہوم ہمارے مخالف مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں وہ آنجناب کے شایان شان نہیں - ہم میں اور ہمارے مخالفین میں جائداد کا جھگڑا نہیں - اگر کسی کی نیت پر ناجائز حملہ نہ کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ ایک ہی محبوب ہے جسکی محبت اور بڑائی کیلئے ہم دونوں جھگڑتے ہیں وہ آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کس معنی سے آپکی ذات اعلیٰ و ارفع ثابت ہوتی ہے اور کس معنی سے آپکے دامن فیض پر کسی قسم کا اعتراض پیدا ہوتا ہے اب ہم اسی اصول کے ماتحت ان معنوں کو بھی دیکھتے ہیں جو کہ خاتم النبیین کے متعلق ہمارے مخالفین علماء پیش کرتے ہیں - تین معنی پیش کئے جاتے ہیں - تینوں سے ہمارا اتفاق ہے لیکن مفہوم میں اختلاف ہے

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر

جبکا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ نبیوں اور نبوتوں کا بند کرنے والا اور ہمہ وجوہ اور ہمہ نوع بند کرنیوالا تو یہ تو مفہوم آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسقدر صحیح اور عمدہ سمجھا جائیگا - جبکہ یہ سمجھا جائے کہ نبوت کوئی کھا جانے والی بلا اور مصیبت تھی جو کہ ابتدائی زمانہ سے آدم زاد کو ستایا کرتی تھی اور اب آنحضرت رحمۃ للعلمین نے مخلوق الٰہی پر بڑا احسان کیا کہ اس بلا کی آمد کو ہمیشہ کے لیے قطعاً بند کر دیا - یا نبوت بہا لیجانیوالا سیلاب تھا - اب ہمارے بہادر اور غمخوار آقا نے اسکے دہانہ پر بھاری چٹان رکھدی ہے اب یہ اژدہا آسا سیلاب کی طرح نہیں آئیگا - اور دنیا غرق نہ ہوگی - لیکن اگر نبوت مصیبت یا عذاب اور غرق کر دینے والا سیلاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کے ماتحت نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے جیسا کہ آیت اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا و اٰتٰکم ما لم یؤت احدا من العلمین سے ظاہر ہوتا ہے اور اس نعمت کو آنحضرت رحمۃ للعلمین نے ہمہ وجوہ اور ہمہ نوع اپنی امت پر قیامت تک بند کر دیا ہے تو یہ مفہوم آپکی شان رؤف رحیم و کریم - ابن کریم کے شایاں نہیں معلوم ہوتی ہے - ہاں اگر اسکا یہ مطلب لیا جائے کہ نبوت کی نعمت تو بند نہیں ہوئی - بلکہ آپکے طفیل بڑھ چڑھ کر مل سکتی ہے لیکن آنجناب کی اتباع اور تصدیق شرط ہے تو یہ معنی آپ کی شان ارفع کے شایاں اور چسپاں ہے اور الفاظ بھی اسکی تائید کرتے ہیں کیونکہ مہر کی غرض تو تصدیق ہوتی ہے دنیا میں کبھی اور کسی زمانہ میں مہر بند کرنے کے کام میں استعمال نہیں کیا گیا اور نہ کیا جاتا ہے جتنے مواہیر ثبت ہوتے ہیں وہ سب تصدیق کیلئے ثبت ہوتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا اس میں کسی طرح کا جعل و فریب نہ کر سکے مہر نام ہی ہے اسی انگوٹھی یا آلہ کا جسپر نام یا حروف مقطعات از قسم ہونو گرام کندہ ہوں - انکا استعمال ہمیشہ تصدیق اور جعلی کارروائیوں سے بچنے کیلئے ہوتا ہے - مہر چاہے کسی شی کے اندر لگائی جائے یا باہر اول یا آخر - لیکن جس چیز کا بند کرنا مقصود ہوتا ہے اسکے حسب حال اور چیزیں استعمال کی جاتی ہیں - پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا شیدا اسی معنی اور مفہوم کو قبول کریگا۔ جس سے آپ کے دامنِ فیض پر کوئی دھبہ نہ آئے۔

خاتم النبیین کے معنی نبوت کے ختم کرنیوالے

گو خاتم النبیین کے اعراب مجھے اسکی اجازت نہیں دیتے۔ تاہم بحث کو مختصر کرنے کے لئے مان لیتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی "نبوت کے ختم کرنے والے" کے ہیں لیکن اس ختم کے جو مفہوم ہمارے مخالف مولوی صاحبان لیتے ہیں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں۔ ہاں اگر نبوت کو متعدی وبا سمجھا جائے تو ہمیشہ کے لئے اسکا خاتمہ ہوا بہت اچھا ہوا۔ لیکن اگر یہ وبا نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی روحانی غذا ہے۔ تو کیا وہ شخص جو کہ دسترخوان کے تمام کھانے کو کھا کر ختم کردے۔ اور نہ اپنی ذریت۔ اپنے شاگرد۔ اپنے غلام کے لئے ایک چھوٹا نقمہ بھی نہ چھوڑے یہ ختم کرنا اسکا کیا قابل ستائیش اور ثنا ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ پس اگر ختم کردینے کے معنی ہیں جیسے کھانے کا ختم کردینا پانی کا ختم کردینا اور دوسروں کو خصوصاً اپنی ذریت اپنے شاگرد اور غلام کو اپنے پس خوردہ سے بھی محروم رکھنا ...... اور بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے چھوڑ دینا۔ تو یاد رکھو کہ ہمارے اس آقا کے لئے جس کا مبارک نام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جو کہ رحمۃ للعالمین ہے اسکا سچا متبع اور سچا عاشق اس مفہوم کو ہرگز قبول نہیں کریگا۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ "اگرچہ اسکی گردن پر دہری تلوار بھی رکھ دی جائے"

ہاں اگر ختم کے معنی ختم کمالات لیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اکمل اور اتم طور پر نبوت کی انتہائی نعمت آپ پر ختم ہے۔ جیسے محاورہ کے طور پر کہتے ہیں کہ حاتم پر سخاوت ختم ہے۔ علیؓ پر شجاعت اور یوسفؑ پر حسن تو ہم کہینگے کہ بیشک اس معنی سے نبوت آپ پر ختم ہے جیسے حاتم۔ اور علیؓ۔ اور یوسفؑ پر سخاوت۔ شجاعت اور حسن ختم ہونے پر بھی دنیا میں سخی۔ اور شجاع اور حسین پیدا ہوئے اور ہونگے۔ اسی طرح باوجود نبوت آپ پر ختم ہونے کے نبی پیدا ہوا۔ اور ہونگے۔ مگر آپ کے ختم میں ایک اور خوبی ہے جو کہ اول الذکر لوگوں کے ختموں میں نہیں کیونکہ سخی اور شجاع اور حسین بغیر واسطہ اور بغیر اتباع انکے ہوئے مگر یہاں نبی بغیر واسطہ اور بغیر اتباع آنجناب کے نہیں ہوگا۔ جس طرح یہ سچ ہے کہ حضرت علیؓ جیسا کوئی بہادر نہیں ہوا اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ یہ سچ ہے کیونکہ یہاں خدا نے کہا ہے کہ باعتبار انتہائی آنجنابؐ جیسا نبی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد مطلقاً کوئی شجاع نہیں اور آنحضرتؐ کے بعد آپ کے اتباع سے بھی کوئی نبی نہیں۔

انوری شاعر جو کہ زبان کے اعتبار سے بڑا ادیب مانا گیا ہے اس نے بھی ختم کے معنی ختم کمالات ہی سمجھا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے:۔

مادرِ گیتی نزادہ زیر چرخ چنبری
بادشاہ ہمچو غیاث الدین گدا چون انوری
بر تو سلطانی ختم شد بر من مسکین سخن
چون شجاعت بر علیؓ و بر نبی پیغمبری

خود اس زمانہ کے نبیؑ نے بھی اسی معنی کی گواہی دی ہے جیسا کہ فرمایا:۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ⁂ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پھر فرمایا ہے:۔

تمت علیہ صفات کل مزیۃ
ختمت بہ نعماء کل زمان

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ختم کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے ہیں:۔

"انی عبد اللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ"

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کا آخر

اگر اس آخری کے یہ معنی ہیں کہ اسکے بعد کوئی نہیں۔ تو صرف آخر زمانی کوئی خوبی نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے۔ بری چیز کا آخر ہوجانا تو خوشی کی بات ہے مگر عمدہ شئے کا ایسا آخر ہونا کہ اسکے بعد پھر کسی رنگ میں نہ ملے باعث غم و افسوس ہے۔

دیکھو۔ زندگی ایک خوبی ہے۔ اسکا آخر ہوجانا باعث رنج و غم ہے۔ روشنی ایک خوبی ہے اسکا اس طرح غائب ہوجانا کہ پھر نہ آئے۔ باعث اندوہ و الم ہے پس اگر نبوت روحانی زندگی کی جان ہے تو اسکا آخر ہوجانا باعث ماتم ہے۔ نبوت اگر ہدایت کیلئے سراج منیر ہے تو اسکا آخر ہوجانا باعث تاریکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے ایک نام ہو الآخر ہے۔ حالانکہ مخلوق اسکے بعد ہے لیکن باعتبار اس معنی کے وہ آخر ہے کہ تمام چیزوں کی آخری علت اور زندگی کا آخری سہارا اسی کی ذات ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام نجات [illegible] جس میں نبوت بھی داخل ہے حاصل کرنیکا آخری ذریعہ آنجنابؐ کی ذات بابرکات ہے۔ ورنہ اگر آخری کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد آپ کے ذریعہ اور اتباع سے بھی نبی نہیں۔ تو چاہیئے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کے اس آخری لمحہ میں مبعوث کرتا جسکے بعد زمین پر انسان نہیں رہتے یا انسان کو اصلاح کی ضرورت نہ رہتی کیونکہ نبی انسانوں کے لئے اور انکی اصلاح کے لئے آیا کرتے ہیں یہ کیسے طرح ممکن ہے کہ انسان تو زمین پر ہو لیکن نبوت جو عامہ انکی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کے سامان پیدا کرنا موقوف کردی۔ بیماریاں پیدا ہوتی رہیں لیکن دواؤں کی پیداوار بند ہوجائے۔ زہر کی پیدائش ہوتی رہے مگر تریاق پیدا نہ ہو۔ آلات تنفس ہوں لیکن ہوا پیدا نہ ہو۔ قیامت تک کی لمبی اور تاریک رات ہو لیکن چودھویں کا چاند کبھی نہ چڑھے۔ ہاں یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ دنیا بھی آخر ہوجائے۔

اب آؤ۔ آخر الانبیاء کے معنی خود آخر الانبیاءؐ کی زبان نبوت ترجمان سے سنتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ آخر الانبیاء کے معنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سمجھے اور سمجھائے۔ اسکے بعد ایک غیر متمرد مسلم کا کام یہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ سلم کے سمجھے اور سمجھائے ہوئے معنی اور مفہوم کے آگے سر جھکا دے اور آمنا کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ مسلم جلد اول باب فضل الصلوٰۃ لمسجد مکۃ والمدینۃ ص ۴۴۶ اور السراج الوہاج شرح مسلم ص ۱۶۵

آخر الانبیاء جو کہ امر متنازعہ ہے، اسکو دوسرے جملے ان مسجدی آخر المساجد نے بالکل واضح کر دیا۔ پس اگر آخر الانبیاء کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی آپکی اتباع اور آپ کی شریعت کے ماتحت بھی نہیں تو آخری مسجد کے یہ معنی ہوئے کہ آپ کی مسجد کے بعد جو آخری ہے کوئی اور مسجد نہ ہو جاؤ پہلے دنیا کی تمام مسجدوں کو جو کہ نبی کریم کی آخری مسجد کے بعد بنی ہیں ڈھاؤ۔ انکے نام و نشان کو مٹاؤ۔ اور اس بدعت کی اینٹ سے اینٹ بجاؤ پھر حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر کسی احمدی سے جھگڑا یا مباحثہ کرو۔ کیونکہ نبی کریم فرماتے ہیں میری مسجد آخری ہے اور آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ آخری اسی کو کہتے ہیں کہ جس کے بعد کسی رنگ میں دوسرا نہ ہو۔ پس اب ہمارے مخالفین علماء کے معنی کے رو سے آنجناب کی آخری مسجد کے بعد مسجدیں بنانی آپکی توہین ہے اور آپ کی آخری مسجد کی توہین ہے۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ مسجدوں کے بنانے میں اور مسجدوں کی حفاظت اور احترام تو اب ہے۔ تو اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ آنجناب کی مسجد کے بعد دنیا میں جتنی مسجدیں بنی ہیں چونکہ انکا قبلہ آپ کے فرمائے ہوئے قبلہ کے موافق ہے انکے اندر کی عبادتیں آپکی بتائی ہوئی عبادتوں کے موافق و مطابق ہیں اسلئے وہ سب آپ ہی کی مسجد اور آپکی مسجد کی ظل ہیں۔ اگر آپکی آخری مسجد کے بعد اس طریق اور طرز پر لاکھوں کروڑوں اور مسجدیں بن جائیں پھر بھی آپکی مسجد آپکے فرمان ان مسجدی آخر المساجد کے مطابق آخری ہی ہے۔

اب اسکے ساتھ کے پہلے جملہ انی آخر الانبیاء کے کیا معنی ہوئے اگر میں زبان قال سے نہ بتاؤں اور یوں ہی بیٹھ جاؤں تو حقیقت زبان حال سے۔ اور اس حال کی گونج صدائے بازگشت سے یہی کہیگی کہ آپ اپنے فرمان کے مطابق انہی معنوں میں آخر الانبیاء ہیں جن معنوں میں آپکی مسجد آخر المساجد ہے جس طرح بسبب موافقت اور مطابقت کے آپکی مسجد کے بعد کی ساری مسجدیں آپ ہی کی ہیں اور آپ سے الگ نہیں ہیں۔ اسی طرح الآخر الانبیاء کے بعد ابھی تو ایک نبی ہوا ہے۔ اگر کروڑوں نبی آپکی متابعت سے آئیں پھر بھی وہ نبوتیں آپ ہی کی ہونگی اور آپ سے الگ نہیں ہونگی اور آپکے آخر الانبیاء ہونے میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ ہاں وہ مسجد جسکا قبلہ اور ہو اسکے اندر کی عبادت اور اسکے طریقے اور ہوں اس مکان کا نام مسجد ہوگا کیونکہ ان مسجدی آخر المساجد کے مفہوم کے منافی ہے۔ اسی طرح وہ نبی جسکی شریعت آپکی شریعت کے خلاف ہو جسکا قبلہ آپکے قبلہ سے الگ ہو وہ نبی نہیں ہوگا کیونکہ یہ انی آخر الانبیاء کے منافی ہے۔ پس یہ تیسرے معنی بھی نبی کریم کے بتائے ہوئے معنی اور آپکی شان کے مطابق لینا چاہیئے آپ کا فرمان اور آپکی شان یہی چاہتی ہے کہ آخر الانبیاء کے یہی معنی صحیح ہیں۔

هو خير كل مقرب متقدم
والفضل بالخيرات لا بزمان

کیا نبوت عذاب ہے؟

ہمارے ان دلائل کو سنکر ایک طرف سامعین ششدر اور حیران تھے تو دوسری طرف ہمارے مخالف مولوی صاحب پر سخت گھبراہٹ اور بدحواسی طاری تھی چنانچہ ضیاء الاسلام کے صدر مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "مجھ کو نبی کی ضرورت نہیں آپ ضرورت ثابت کریں ہمارا نبی قرآن ہے نبوت عذاب ہی نبوت قہر ہے" اور بار بار انہیں باتوں کے دہرانے اور کچھ لایعنی باتیں بنانے میں اپنا سارا وقت خرچ کیا سامعین انکی سراسیمگی اور بے مائگی کو اچھی طرح محسوس کر رہے تھے۔ مولویصاحب نے لوگوں کو خوش اور متوجہ نہ پایا تو ایک اور رنگ اختیار کر کے کہنے لگے۔ اسلام کی توہین کی گئی قرآن کی توہین کی گئی اور ہم کو لوط کی قوم کہا گیا وغیرہا۔ چونکہ میں نے دوران تقریر میں کہا تھا کہ ہم لوگوں سے اگلی امتیں اچھی رہیں کہ جب بگڑتی تھیں تو انکی اصلاح کے لئے ایک نبی آجایا کرتا تھا۔ نوح کی قوم کو دیکھو عاد و ثمود کی قوم کو دیکھو ابراہیم و لوط کی قوم کے واقعات پڑھو۔ اس لئے ہمارے فریق مولوی صاحب کو اور تو کوئی بات یاد نہیں رہی لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہنے لگے کہ ہم کو لوط کی قوم کہا۔

پھر میں نے کہا کہ جن زبردست دلیلوں سے ہم نے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے انکو سامعین نے بخوبی سنا اور ممکن ہے کہ اس سے وہ فائدہ اٹھائیں لیکن ہمارے مولویصاحب کی عقل رسا ان کے سمجھنے سے قاصر معلوم ہوتی ہے نبوت کی ضرورت کو میں نے اچھی طرح بیان کیا ہے۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کو بھی سب واضح طور سے سمجھایا ہے۔ اگر ہمارے دلائل ناقابل قبول ہیں تو وہ مسیح جو کہ انکے خیال میں آنے والے ہیں انکے آنے کے بعد خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے کیا معنی کیئے جائیں گے۔ مولوی صاحب بتائیں یہ مطالبہ ہی ایسا تھا جس کا جواب انکے پاس نہیں تھا اس لئے انہوں نے پھر وہی جھڑی چھیڑی کہ نبوت کی ضرورت ثابت کریں نبوت عذاب ہے نبوت قہر ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے الفاظ نبوت کی ضرورت کو ثابت کر رہے ہیں ایک زمانہ تھا جب کہ نبی کا انکار ہوتا تھا اب نبوت ہی کا انکار اور اس پر اصرار ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ قہر اور عذاب اور باعث ننگ و عار ہے۔ یہ عقیدہ ہی بتا رہا ہے کہ اس وقت نبی کی سخت ترین ضرورت ہے اور ایسا زبردست نبی آئے جس کی آمد سے ساری پچھلی نبوتیں جن کی اس وقت توہین ہو رہی ہے سچی اور زندہ ثابت ہوں۔ چنانچہ وہ آیا اور اس نے آکر یہی کہا۔

زندہ شد ہر نبی بامدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

عیسائیوں نے شریعت کی نعمت کو لعنت کہا تو کیا خدا نے ان کے عقیدہ کی پروا کی شریعت کا بھیجنا

. . . .

. . . . بند کردیا ٭ ہر

گز نہیں - بلکہ ان کے عقیدہ نے بتلادیا کہ اگر کسی زمانہ میں شریعتیں آیا کرتی تھیں تو اب صرف شریعت نہیں بلکہ آتشیں شریعت کی ضرورت ہے چنانچہ ایسی ہی شریعت آئی - آج ساری دنیا عموماً اور مدعیان اسلام خصوصاً نبوت کو رحمت سمجھنے لگے ہیں - اور اس کو عذاب اور قہر سے تعبیر کرتے ہیں - ضرورت تھی کہ خدا کا ایک نبی سارے نبیوں کے غلو میں آتے - اگرچہ دنیا انکار کر کے پیچھے چلائے - اس کا نام قہر و عذاب رکھے لیکن خدا اس کو مبعوث کرے - اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے ٭

پھر پیچھے مولویصاحب نے قرآن والی کیطرف لوگوں کو توجہ دلائی کہ جسکو وہ آیتہ قرآن کہہ گئے ہیں وہ قرآن کی آیتہ نہیں بہت سے حافظ موجود ہیں کوئی بھی نکال کر دکھائے کہ "اٰمنت باللّٰہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ و قدرہٖ و شرہٖ" کلمہ یہ بھی آیتہ قرآنی ہے - مولویصاحب کی حالت اس وقت عجیب تھی - حالانکہ بجلی کا پنکھا فٹ پاؤر کے ساتھ چل رہا ہے - لیکن ضیاء الاسلام کے مولویصاحب پسینہ پسینہ ہو رہے تھے - پھر اُٹھے - اور انہی باتوں کو پھر دہرایا - اور بیٹھ گئے چونکہ آخری تقریر ہماری نہیں تھی - اسلئے میں بیٹھا رہا -

صدر کا فیصلہ

اور صدر جلسہ جناب شاہ محمد خان صاحب اٹھے انہوں نے پہلے تو یہ نصیحت کی کہ آپکو اپنے فریق مخالف مولوی صاحب کی علمیت اور قرآن سے بے خبری کو اس طرح برملا ظاہر نہیں کرنا چاہیئے تھا - پھر انہوں نے ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ نے مولوی خلیل احمد صاحب کی کسی دلیل کو نہیں توڑا - اور ان کے مقابلہ میں تردیدی دلائل پیش کئے - ادھر ادھر کی فضول باتیں آپ نے بنائیں اور وقت ضائع گیا اب اس وقت نہیں تو آئندہ ہفتہ آپ ذیل کی چار باتوں کے لئے تیار ہو کر آئیں اور بمبئی کے دیگر علماء کو بھی ساتھ لیں - آئندہ ہفتہ میں آپکو پہلے ایک گھنٹہ وقت دیا جائیگا - اور مولوی خلیل احمد کو صرف ۲۰ منٹ

اول یہ کہ جسطرح مولوی خلیل احمد صاحب نے اول قرآن مجید بعدہٗ احادیث صحیحہ اقوال ائمہ سے بالترتیب اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے - اسیطرح ترتیب وار آپ تردید کریں اور اپنے دعوے کو ثابت کریں ٭

دوم - یہ کہ جسطرح مولوی خلیل احمد صاحب نے آیتہ متنازعہ خاتم النبیین کے علاوہ دیگر آیات قرآنی کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کیا ہے آپ بھی ایسا ہی کریں ٭

سوم - یہ کہ آپ نے کہا ہے - کہ قرآن ہی نبی ہے اس کو بھی آپ اول قرآن بعدہٗ احادیث صحیحہ اقوال ائمہ سے ثابت کریں ٭

چہارم - یہ کہ آپ نے بار بار کہا ہے - کہ نبوت عذاب ہے نبوت قہر ہے - اس کا ثبوت بھی قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے دیں - صدر جلسہ شاہ محمد خان صاحب نے یہ بھی کہا کہ افسوس ہے - کہ آپ نبوت کو عذاب و قہر سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے - اس سے بڑھ کر اعلیٰ درجہ کی نعمت خدا نے کسی انسان کو نہیں دی - آپ نے صرف نبوت اور نبیوں کی ہی توہین کی بلکہ ان ائمہ اور ان بزرگوں کی بھی توہین کی جن کے نام کی کتابوں سے معہ حوالہ صفحہ کے مولوی خلیل احمد صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں کا بھی مذہب ہے کہ تبع شریعت محمدی نبی آسکتا ہے - اگر آپ علی الاعلان نبوت کے عذاب و قہر کہنے سے توبہ نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم دل ہی میں توبہ کریں یا اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کریں - جلسہ برخاست ہوا خدا کا شکر ہے کہ وہ مسئلہ جس کے سہارے مخالفین علماء عوام کو ہمارے خلاف بڑکایا کرتے تھے - اس کی حقیقت اور اسکے دلائل کو لوگوں نے بغور اور بشوق سنا - دوسرے ہفتہ میں لوگوں کا اور بھی زیادہ اژدہام ہوا - لیکن افسوس کہ ضیاء الاسلام کے مولوی صاحب نہیں آئے لوگوں کو بڑی مایوسی ہوئی سنا گیا کسی لڑکے کو کتے نے کاٹ کھایا ہے اس لئے مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نہیں آؤنگا - پھر سنا کہ ہمارے خلاف چندہ جمع کرنے اور لوگوں کو بھڑکانے میں مشغول ہیں اسلئے نہیں آسکے - پھر یہ سنا - کہ صدر جلسہ سے بھی ناراض تھے - حالانکہ انجمن ضیاء الاسلام کے قاعدہ کے موافق صدر کی کارروائی ہوئی تھی ٭

لیکن حقیقت یہی ہے - کہ ان چار باتوں کا مقابلہ جو اُن سے صدر جلسہ نے کیا تھا یہ ان کے لئے بھاری تھا اس لئے وہ نہیں آئے - جلسہ شروع ہوا - ہماری تقریر ہوئی - ایک اور مولوی صاحب اعتراض کیلئے اٹھے یہ مولویصاحب جنکے متعلق سنا گیا تھا کہ یہ بڑے عالم ہیں یہ کیسے نکلے - اس کے متعلق آئندہ لکھونگا ٭

خاکسار خلیل احمد میمنی بلڈنگ [illegible]

اظہارِ امرِ مستتر
دربارۂ ظہور امام ثانی عشر

ماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء کا ذکر ہے - کہ جب میں کوئٹہ میں تھا - اور جناب شیخ عبد العلی صاحب ہروی بھی دبیر سردار گل محمد خان صاحب محمد زئی کے مکان میں رونق افروز تھے - اس سے کچھ عرصہ پیشتر مولوی محمد علی صاحب معلم اینگلو عربک ہائی سکول دہلی کی طرف سے روزنامہ پیسہ اخبار لاہور میں جناب شیخ صاحب ممدوح الصدر کی نسبت ایک مراسلت شائع کی گئی تھی - کہ انہوں نے علماء سونی پت وغیرہ کے آگے - اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ عنقریب حضرت امام غائب کا ظہور ہونیوالا ہے - اور اس امر کو انہوں نے شیعہ مذہب کے بالکل برخلاف قرار دیکر شیعوں کو فہمائش کی تھی کہ شیخ صاحب کے اس قسم کے کلمات ہرگز کان نہ دھریں - پھر اس مراسلت کی تردید میں روزانہ پیسہ اخبار اور رسالہ البرھان میں چند مضامین جناب شیخ صاحب کیطرف سے بھی شائع کئے گئے تھے - چونکہ مجھ کو اس قسم کے مسائل سے خاص دلچسپی ہے - اور ہمیشہ دل میں ان کی تحقیق و تدقیق کی تڑپ رہتی ہے اس لئے کچھ عرصہ کے بعد جب میں کلکتہ سے کوئٹہ پہنچا - اور احباب سے معلوم ہوا کہ خود جناب شیخ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں تو میں نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور جناب موصوف

سے جا کر ملاقات کی ہاں اسوقت ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ میرا نام خادم حسین ہے۔ میں نے ایک دفعہ ان سے دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۱۳۳۰ھ کے بعد حضرت امام غائب کا ظہور عنقریب ہونے والا ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ نے اس پر جو کچھ فرمایا جہانتک میرا حافظہ یادآوری کرتا ہے۔ قریب قریب حسب ذیل ملفوظات تھے۔

۱۔ چونکہ حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیبت کبریٰ کو ۱۳۳۰ھ تک پورے ہزار برس ہو چکے ہیں۔ اس سے زیادہ عرصہ تک غائب رہنا موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ ہزار برس کے بعد ظہور ضروری ہے۔

۲۔ ظہور دو قسم کا ہے۔ ایک ظہور خاص دوسرے ظہور عام۔

۳۔ قرآن مجید کے اندر حضرت صاحب الامر کے متعلق بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں۔ مثلاً سورۂ روم میں جو بضع سنین ہے۔ اس میں آپ کے ظہور کا وقت بتلایا گیا ہے۔ یعنی ہزار برس کے بعد۔ چند سال گزر جانے پر۔

یہ ہزار برس ۱۳۳۰ھ میں پورے ہو گئے اس کے بعد ظہور خاص ہے۔ یعنی حضرت امام شروع شروع میں اپنے خواص اور مخلص مومنین پر ظاہر ہونگے۔ اور چند سال کے بعد ظہور عام ہو جائیگا۔ یعنی تمام جہان میں آپ کے ظہور پر نور کا اعلان ہو جائیگا اور خروج امام سے وہی وقت مراد ہے۔

بات تو بڑی مزیدار تھی۔ اور مجھ کو لازم تھا کہ اسی دفعہ میں اس کا اعلان کر دیتا۔ مگر موقعہ اظہار کا نہ ملا۔ پر نہ ملا۔ ویسے زبانی اس واقعہ کا اظہار بہ تکرار میں اپنے احباب سے مختلف مقامات پر کرتا رہا ہوں

... ...

... ...

چونکہ بضع سنین کی میعاد کا کافی حصہ بھی گذر چکا ہے۔ اور اگر انتہائے میعاد تک ہم کو اس میں جی وجیرا کی اجازت نہ ہو تو بھی ایک دو برس تک زندگی ہوئی تو اختتام میعاد مذکور بھی چنداں دور نہیں اور کسی متنفس کو اپنی موت کی گھڑی کا علم نہیں۔ اس واسطے میں نے بنظر علم آوری عامہ اہل اسلام عموماً اور برادران سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دلچسپی کیلئے خصوصاً اس امر حق کا اعلان کر دینا ضروری خیال کیا ہے۔ جناب شیخ صاحب کی شخصیت نہ صرف شیعان ہندو پنجاب میں بلکہ مملکت ایران میں بھی معمولی نہیں ہے۔ اگر حسب الارشاد صاحب ممدوح ظہور امام صاحب الزمان ان دو تین سالوں کے اندر ہو گیا۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ شیعہ مذہب کی صداقت پر مہر لگ جائیگی۔ لیکن اگر ظہور نہ ہوا اور گذشتہ ہزار سال کی طرح مشتاقوں کی آنکھیں ترستی کی ترستی ہی رہیں۔ اور انشاء اللہ ضرور ایسا ہی ہوگا تو پھر کم از کم شیخ صاحب اور ان کے مداحوں کو کوئی حق نہ رہے گا۔ کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی مہدویت و مسیحیت پر استہزاء کریں اور لوگوں کو ایک موہوم امام کے ظہور کیلئے ہمیشہ نوبہ نو وعدے سنا سنا کر صراط المستقیم کی طرف جانے سے روکتے رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار خادم حسین خادم
بھیروی

حقیقۃ الرؤیا
یعنی
خواب کی حقیقت

داتوی صاحب کی غلط بیانی

۶ نومبر کے پیغام میں جو آج ۱۱ نومبر کو قادیان پہنچا۔ مولوی محمد یٰسین صاحب داتوی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ (سیدنا) محمود (ایدہ اللہ الودود) نے پہلے تو دعویٰ کیا۔ کہ **اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں**۔ لیکن جب حسن نظامی نے مباہلہ کیلئے للکارا تو کہدیا۔ کہ میں خود کسی امر کا مدعی نہیں اس کے الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:۔

" محمود یو! مبارک کیا ہی بہادر متقی۔ راستباز۔ اولوالعزم خلیفہ ملا ہے۔ کہ پہلے روز کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار مجھے بتایا ہے۔ کہ میں خلیفہ ہوں۔ اور ہر ایک مشکل کا مقابلہ کرنا میرا کام ہے میرے منکر ابلیس ہیں۔ فاسق ہیں۔ اور جب ذرا کسی نے تمسخراً کچھ خلاف کہدیا تو فوراً توبہ نامہ اسکے گھر بذریعہ رجسٹری پہنچا دیا"
(صفحہ ۶ کالم اول پیام ۶ نومبر ۱۹۱۸ء)

پھر لکھا ہے:۔

" امت محمدیہ کیا غیر منتقیوں میں بھی کوئی ایسا بہادر خلیفۃ اللہ گزرا ہے؟ جس کو خدا تعالیٰ نے بار بار بتایا ہو کہ تو میرا خلیفہ ہے اور پھر اس نے کسی کے تمسخر سے گھبرا کر کانوں پہ ہاتھ رکھکر یہ لکھدیا ہو کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں ہوں "

میں احباب کی اطلاع کیلئے شائع کرا دینا چاہتا ہوں کہ مولوی محمد یٰسین صاحب نے محض غلط بیانی سے کام لیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے اصل الفاظ یہ ہیں (دیکھو الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۱۸ء):۔

میں تو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ہونے کے سوا کسی امر کا مدعی نہیں ہوں۔ اور آپ حضرت مسیح موعود ہی کے منکر ہیں۔ اس لئے میری خلافت کے متعلق آپ سے مباہلہ ہو ہی نہیں

ہو سکتا۔ اس امر پر تو احمدی کہلانیوالے منکرین خلافت کر سکتے ہیں۔ آپ کے اور میرے درمیان متنازعہ فیہ امر حضرت مرزا صاحب کی صداقت ہے سو میری طرف سے مضمون مباہلہ ہوگا۔ کہ میں مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور اور مرسل مانتا ہوں۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے ماتحت مسیح موعودؑ اور اس وقت کل عالم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اے خدا! اگر یہ بات درست نہ ہو تو جھوٹے پر عذاب نازل کر اور اسے عبرتناک سزا دے۔ اور آپکی طرف سے اس کے خلاف مضمون ہوگا۔ اور اگر آپ چاہیں گے تو ساتھ ہی یہ بھی شامل کر لیا جائیگا۔ کہ آپ نبی تھے۔ گو میں مسیحیت اور نبوت کو لازم ملزوم یقین کرتا ہوں۔

(الفضل صفحہ ۷ کالم ۳)

عبارت متذکرہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں۔ بلکہ خلافت کا صریحاً دعویٰ کیا ہے البتہ یہ فرمایا کہ مباہلہ مسیح موعودؑ کی صداقت پر ہوگا جس کا ایمان اصل پر بھی نہ ہو اسکے ساتھ فرع پر مباحثہ یا مباہلہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ اور خود حسن نظامی نے بھی یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں خلافت پر مباہلہ کرونگا بلکہ مخاطب حضرت محمودؑ کو کیا تھا اس لئے آپ نے اس بات کو صاف کر دیا۔ کہ مجھ سے خطاب کس لحاظ سے ہے۔

(اکمل)

جرمنی سے عارضی صلح کی شرائط

لنڈن ۱۱ نومبر جب مسٹر لائیڈ جارج عارضی صلح کی شرائط کا اعلان کرنیکے لئے اٹھے تو دارالعوام کا ہر گوشہ سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا وزیر اعظم نے جو پر جوش نعرہ ہائے مسرت کیساتھ ہال میں داخل ہوئے تھے بیان کیا کہ مغربی محاذ پر عارضی صلح کی شرائط حسب ذیل ہیں:۔

مغربی محاذ — خشکی اور ہوا میں تمام جنگی کارروائیاں دن کو گیارہ بجے بند کر دیجائیں وہ تمام ممالک جنپر جرمنی نے قبضہ کر رکھا ہے یعنی بلجیم فرانس الساس لورین اور لکسمبرگ خالی کر دی جائیں یہ تخلیہ ۱۴ دن کے اندر کچھ تغیر کیساتھ عمل میں آئیگا جو جرمن فوجیں خالی کردہ رقبہ میں رہجائینگی وہ متذکرہ بالا میعاد کے بعد جنگی قیدی تصور کیجائینگی خالی شدہ علاقوں پر امریکن و اتحادی افواج قابض ہونگی ان علاقوں کے باشندوں کی حوالگی کا سلسلہ بھی شروع ہو جائیگا اور ۱۴ دن کے اندر ختم ہو جائیگا تمام اسیر تمام وہ اشخاص جو مطبوعہ غمال بغرض تصفیہ قیدی یا ملزم ہیں شامل ہونگے کارآمد پانچہزار توپیں جنمیں سے ۲۵۰۰ بڑے دہانے کی اور ۲۵۰۰ میدانی ہونگی اور نیز ۳۰۰۰۰ کلدار توپیں اور ۳۰۰۰ دوسری قسم کی توپیں اور ۲۰۰۰ ہوائی جہاز اتحادیوں کے حوالے کئے جائینگے دریائے راین کے بائیں کنارے کیطرف کے حصہ ملک کا تخلیہ جرمنیان ممالک کا انتظام مقامی حکام کرینگے جو اتحادیوں اور امریکہ کے زیر تحت ہونگے دشمن رائین کا تخلیہ اسطرح کریگا کہ ۱۶ دن کے عرصہ میں انجام پذیر ہو سکے خالی شدہ مقامات پر کوئی تباہی نہ کی جائیگی فوجی مقامات کسی قسم کے نقصان کے بغیر حوالے کئے جائینگے اور پانچہزار انجن پندرہ ہزار مال گاڑیاں اور پانچہزار موٹریں مشترکہ طاقتوں کو سپرد کیجائینگی جرمن سلطنت اس بات کی ضامن ہوگی کہ وہ تمام سرنگوں یا دیگر تباہ کن طریقوں کا جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہوں راز صاف ظاہر کر دے گی اور اگر ایسا نہ ہو تو تلافی نقصان کی جرمن حکومت ذمہ وار ہوگی رائن لینڈ کی زیر قبضہ رکھنے کے اخراجات جرمن گورنمنٹ ادا کریگی الساس لورین اس سے مستثنیٰ ہوگا اتحادیوں اور امریکہ کے جنگی قیدیوں کی فوری حوالگی عمل میں آئیگی۔

مشرقی محاذ کی شرائط — جرمن فوجیں روسی رومانوی اور ترکی سرحدوں سے واپس ہونگی جیسی کہ وہ جنگ سے پہلے تھیں جرمن جنگی قیدیوں کی واپسی کا تصفیہ صلح کی کانفرنس میں ہوگا۔

تمام معاہدات امن مثل برلیسٹ لٹووسک بخارسٹ وغیرہ منسوخ قرار دئے جائیں گے۔

اتحادی آزادانہ طور پر جرمنی کے خالی کردہ علاقہ میں داخل ہو سکیں گے تاکہ باشندگان کو خوراک وغیرہ مہیا کر سکیں اور امن قائم رکھ سکیں۔

بحری شرائط — جنگی کارروائیوں کی بندش۔ دشمن کے جہازوں کے مقام تعیناتی کا اعلان اور تمام قابل حصول آبدوزوں کی حوالگی۔ دشمن کے چھ جنگی کروزر۔ دس جنگی جہاز۔ آٹھ ہلکے کروزر۔ اور پچاس جدید ترین تباہ کن غیر جانبدار بندرگاہوں میں نظر بند کر دئے جائینگے علاوہ ازیں تمام جنگی بیڑا جرمنی کی بندرگاہوں میں غیر مسلح کر دیا جائیگا اور اتحادی اور امریکہ اسکی نگہبانی کرینگے۔

اسی ضمن میں امیرالبحر ویمز نے اعلان کیا ہے کہ جرمنی میں موجودہ بحری طاقت کیوجہ سے اگر متذکرہ بالا جہازات اور بیڑا اتحادیوں کو دیدیا جائے تو اتحادی ہیلگولینڈ پر قبضہ کا اختیار اپنے لئے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ شرائط امن کا عملدرآمد بجبر کرا سکیں جرمن نمائندگان صلح نے بھی جناب وزیر اعظم سے سفارش کی ہے کہ وہ اس شرط کو قبول فرمالیں

اتحادی بحری افواج کو اختیار ہوگا کہ وہ بالٹک کیطرف ہر سمت سے پیش قدمی کر سکیں۔ اس بحیرہ پر قبضہ کرنیکے لئے اتحادی اور امریکہ کو اختیار ہوگا وہ تمام جرمن قلعوں بیٹریوں اور دیگر انتظامات تحفظ کو جو بالٹک کے دہانے اور کاٹیگٹ پر ہوں قبضہ کریں اور تمام سرنگوں کو اٹھالیں جنکے محل وقوع کا اعلان پیشتر جرمنی کر دیگا۔

تمام جرمن جہازات جو سمندر میں ادھر ادھر ہو گئے اسیر اتحادیوں وغیرہ کو قبضہ کا کامل اختیار ہوگا۔

قیصر کی نقل و حرکت

لنڈن ۱۱ نومبر ایک برلن کا پیغام مظہر ہے کہ قیصر اور اسکے ہمراہیوں نے کونٹ بنٹنک کے محل میں سکونت اختیار کرلی ہے جو کہ امیرونجن میں واقع ہے۔

لنڈن ۱۱ نومبر۔ ڈیلی میل کو معلوم ہوا کہ قیصر معہ اپنے بیٹے کے ایسڈن پہنچا وہ فوجی وردی میں تھا اور کراؤن پرنس مارشل فون ہنڈن برگ اور تقریباً سب جرمن جنگی عملہ اس کے ساتھ تھا۔ قیصر گاڑی سے اترا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ اور سگریٹ پینا شروع کیا اور اپنے عملہ سے مذاق کرتا رہا۔ وہ بالکل مضطرب معلوم

گورنمنٹ برطانیہ کو فتح مبارک ہو

جنگ عظیم کا خاتمہ

لنڈن - (۱۱ - نومبر - بذریعہ ریوٹر) صیغہ پریس مشتہر کرتا ہے - کہ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ پانچ بجے صبح کے التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو گئے - اور ۱۱ - نومبر کو گیارہ بجے قبل دوپہر تمام محاذات پر جنگ موقوف ہو گئی ؛

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)